لِیُخۡرِجَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

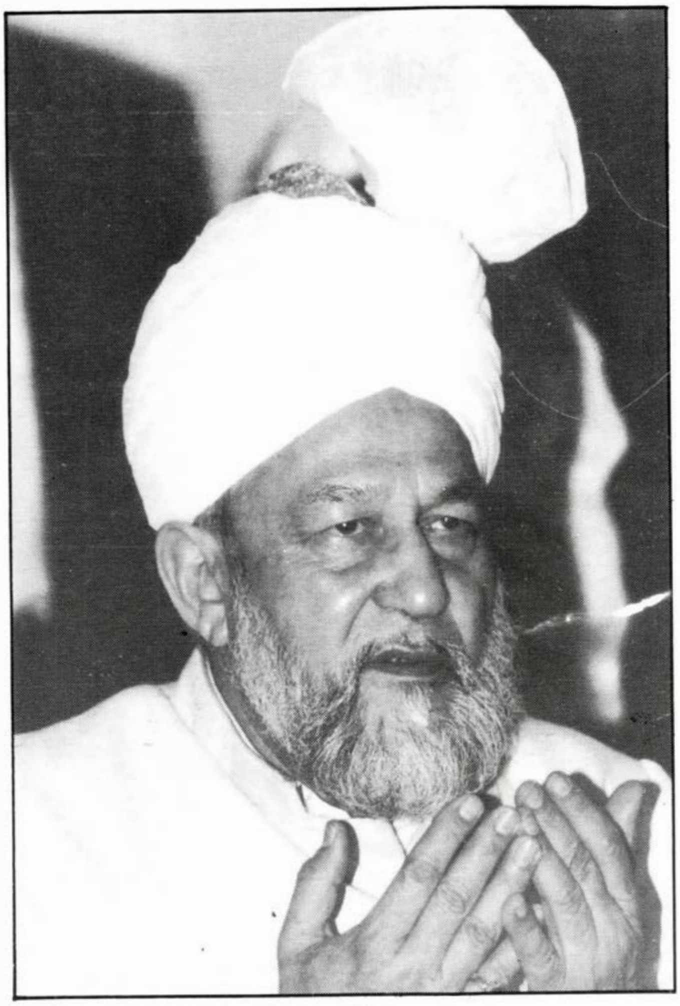
ایڈیٹر: ظفر احمد سرور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

مارچ ۱۹۹۴ء

کسوف و خسوف نمبر



سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جن کے عہد مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مہدی کیلئے چاند اور سورج گرہن
کے سلسلہ میں پیشگوئی کو پورا ہوئے سو سال گذرے (۱۸۹۴ - ۱۹۹۴)

The AHMADIYYA GAZETTE AND annoor are published by the AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008 Ph: (202) ...

Ahmadiyya Movement in I
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

SECOND CLASS
U.S.POSTAGE
PAID
CHAUNCEY OHIO

قرآن شریف

۷۵ سُورۃ الْقِیٰمۃ

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۸﴾ — سو جب نظر پتھرا جائے گی۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۹﴾ — اور چاند کو خسوف لگے گا۔

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۱۰﴾ — اور سورج اور چاند دونوں کو جمع کر دیا جائے گا

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۱﴾ — اس وقت انسان کہے گا، اب میں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں۔

حدیث

اِنَّ لِمَهْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. یَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

یعنی (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقرر کردہ دنوں میں سے) درمیان (کے دن) میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیا کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے"

سنن دار قطنی جلد اوّل

حصہ دوم

ص ۶۵

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام

القصیدہ (روحانی خزائن جلد ۸۔ نور الحق حصہ دوم ص ۲۱)

بُشریٰ لکم یا معشر الاخوان — طُوبیٰ لکم یا مجمع الخلّان
تمہیں اے جماعت برادران بشارت ہو — تمہیں اے جماعت دوستان مبارک ہو

ظہرت بروق عنایت الحنّان — وبدا الصراط لمن له العینان
خداتعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہو گئی — اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اُسکے لئے راہ کھل گیا

النیّران بهذه البلدان — خسفا باذن اللّٰه فی رمضان
سورج اور چاند کو اِن مُلکوں میں — باذن اللہ رمضان میں گرہن لگ گیا

وبشارة من سیّدٍ خیر الوریٰ — ظهرت مُطهرةً من الادران
اور ایک بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی — ایسے پاک طور پر ظاہر ہو گئی کہ کوئی مَیل اُسکے ساتھ نہیں

اللّٰه اکبر کیف ابدیٰ آیة — کشف الغطاء بانارة البرهان
کیا ہی بزرگ خدا ہے کیونکر اُس نے نشان کو ظاہر کیا — برہان کو روشن کر کے پردہ کو کھول دیا

هل کان هذا فعل ربٍّ قادر — ام هل تراه مکائد الانسان
کیا یہ خداتعالیٰ کا فعل ہے — یا تُو اِس کو انسان کا فریب سمجھتا ہے

مبارک صد مبارک

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

کسوف و خسوف کا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریروں کی رُو سے

مرتبہ: مکرم مولانا رشید یحیٰ صاحب

اب اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اس کسوف خسوف کی طرف اشارہ فرمایا جو اس پیشگوئی سے کئی سال بعد میں وقوع میں آیا جو کہ مہدی معہود کے لئے قرآن شریف اور حدیث دارقطنی میں بطور نشان مندرج تھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کسوف خسوف کو دیکھ کر منکر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نشان نہیں۔ یہ ایک معمولی بات ہے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں اس کسوف خسوف کی طرف آیت جمع الشمس والقمر میں اشارہ ہے۔ اور حدیث میں اس کسوف وخسوف کے بارے میں امام باقر کی روایت ہے۔ جس کے یہ لفظ ہیں کہ ان لمهدینا آیتین۔ اور عجیب تر بات یہ کہ براہین احمدیہ میں واقعہ کسوف خسوف سے قریبًا پندرہ برس پہلے اس واقعہ کی خبر دی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ظہور کے وقت ظالم لوگ اس نشان کو قبول نہیں کرینگے اور کہیں گے کہ یہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ ایسی صورت جب سے کہ دنیا ہوئی کبھی پیش نہیں آئی کہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرنے والا ہو اور اس کے زمانہ میں کسوف خسوف ایک ہی مہینہ میں یعنی رمضان میں ہو۔ اور یہ فقرہ جو دو مرتبہ فرمایا گیا کہ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون۔ وقل عندی شهادة من الله فهل انتم مسلمون۔ اس میں ایک شہادت سے مراد کسوف شمس ہے اور دوسری شہادت سے مراد خسوف قمر ہے) ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ 63

تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا۔ اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی۔ کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحہ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 305

جو نشانات میری تائید میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھ لو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے جب میں ان مخالفوں کی حالت پر نظر کرتا ہوں کہ جن امور کو بطور نشان پیش کیا کرتے تھے۔ اب وہ جب پورے ہو گئے تو اُن کی صحت پر اعتراض کرنے لگے۔ مثلاً کسوف خسوف والی پیشگوئی کو اب کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں۔ مگر کوئی ان سے پوچھے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے صحیح ثابت کر دیا کیا اب وہ ان کے کہنے سے جھوٹی ہو جائے گی؟

افسوس تو یہ ہے کہ اتنا کہتے ہوئے ان کو شرم نہیں آتی کہ اس سے ہم مسیح موعود کی تکذیب نہیں کرتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں۔ میری تصدیق اور تائید کے لئے ایک کسوف خسوف ہی نہیں ہزارہا دلائل اور شواہد ہیں اور اگر ایک نہ بھی ہو تو کچھ بگڑتا نہیں۔ مگر اس سے یہ تو پایا جائے گا کہ یہ پیشگوئی غلط ہوئی۔ افسوس یہ لوگ میری مخالفت میں سید الصادقین کی پیشگوئی کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس پیشگوئی کو بڑے زور سے پیش کرتے ہیں یہ ہمارے آقا کی صداقت کا نشان ہے۔

پس حدیث جس کو تم ظن کی سیاہی سے لکھتے تھے واقعہ نے اس کی صداقت کو یقین تک پہنچا دیا۔ اب اس سے انکار کرنا بے ایمانی اور لعنت ہے۔ موضوع احادیث میں کیا محدث یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے چور پکڑ لیا ہے۔ نہیں بلکہ یہی کہیں گے کہ کسی کا حافظہ درست نہیں یا راست باز ہونے میں کلام ہے۔ مگر محدثین نے یہ اصول تسلیم کر لیا ہے کہ ایک حدیث اگر ضعیف بھی ہو مگر اس کی پیشگوئی پوری ہو جاوے تو وہ صحیح ہوتی ہے۔ پھر اس معیار پر کیونکر کوئی یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔

پس یاد رکھو کہ آنے والا یا تو نصوص صریحہ سے پرکھا جاتا ہے، وہ اس کی تائید کرتی ہیں اور پھر عقل چونکہ بدوں نظیر نہیں مان سکتی عقلی نظائر اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی تائیدیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی شک و شبہ ہو تو وہ میرے سامنے آئے اور اُن طریقوں سے جو منہاج نبوت پر ہیں۔ میری سچائی کا ثبوت مجھ سے لے۔ میں اگر جھوٹا ہوں گا تو بھاگ جاؤں گا۔ مگر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انیس ۱۹ برس پہلے مجھے کہا

ینصرك الله فی مواطن

پس جس طرح نبیوں یا رسولوں کو پرکھا گیا، مجھے پرکھ لو۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس معیار پر مجھے صادق پاؤ گے۔ ملفوظات جلد 4 صفحہ 39

اس کو دیکھو کہ تیرہ سو برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا نشان مقرر کیا تھا کہ اُس کے وقت میں رمضان کے مہینہ خسوف اور کسوف ہوگا اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ نشان ابتدائے آفرینش سے لے کر کبھی نہیں ہوا۔ کس قدر عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مہدی کے وقت تک پائی نہیں جاتی۔ اب مجھے جو دجّال اور کذّاب کہا جاتا ہے کیا کاذب اور دجّال کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کیا خدا تعالیٰ کو بھی دھوکا لگ گیا۔ کہ ایک تو مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔ اور پھر وہ تمام نشان اور علامات بھی قائم کر دیئے۔ جو مسیح موعود اور مہدی موعود کے وقت کے مقرر تھے۔ صلیب کا غلبہ بھی میرے وقت میں ہی ہوگیا۔ اور پھر خسوف وکسوف کا نشان بھی پورا کر دیا۔ اس قدر لمبا سلسلہ خدا نے دھوکے کا رکھا خدا تعالیٰ کی شان اس سے منزّہ ہے۔ کہ وہ کسی کو دھوکا دے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت تو چاہتی تھی کہ کسی راستباز اور صادق کے ساتھ ان کی تائید کی جاتی نہ کہ کاذب اور مفتری کو بھیجا جاتا۔ اور پھر یہ کہ کاذب کے وقت میں نشان وہ پُورے کئے جو صادق کے لئے مقرر تھے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہ ہوگی؟ اصل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جبکہ اسلام بہت کمزور ہو گیا تھا اور بالکل رسم پرستی اور نام کے طور پر رہ گیا تھا۔ اور جبکہ نصاریٰ کا فتنہ حد سے بڑھ گیا تھا۔ اور انہوں نے اسلام کے ذلیل کرنے کے لئے ہر قسم کے منصوبے کئے اور اپنی کوششوں میں کامیاب ہونے کے لئے مل مل کر اور اکیلے اکیلے زور لگایا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی۔ یہانتک کہ آپ کو معاذ اللہ جھوٹا نبی کہا گیا۔ اور خطرناک الزام آپؐ کی پاک ذات پر لگائے اور کوئی دقیقہ اسلام کی ہتک اور بیعزتی کا باقی نہ رکھا گیا۔ اور اپنے مذہب میں اس قدر غلو کیا۔ کہ ایک ضعیفہ عورت کے بچّہ کو خدائی کے تخت پر بٹھایا۔ اور ایک انسان کو خدا بنا کر پھر اس کو ملعُون قرار دے کر اس کی لعنت کو برکت کا ذریعہ بنایا تو خدا تعالیٰ نے جو غیور خدا ہے۔ ایک عاجز انسان کو اپنے وعدہ کے موافق قائم کیا اور اس کی تائید اور نصرت کی۔ اس کے لئے ان نشانوں کو پورا کیا جو اس وقت کے لئے مقرر تھے اور اسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور توہین کا انتقام لینے والا ٹھیرایا۔ اور وہ اس طرح پر کہ جس عاجز انسان مسیح ابن مریم کو خدا ٹھیرایا گیا تھا۔ غیرت الٰہی نے اس کو مسیح ابن مریم سے افضل بنا کر دنیا میں بھیجا اور مسیح موعود اس کا نام رکھا۔ مسیح موعود کا مسیح ابن مریم سے افضل ہونا خود یہود و نصاریٰ کے مسلّمات سے ہے۔ عیسائی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس کی آمد ثانی پہلی آمد کے مقابل میں جلالی ہوگی۔ پہلی آمد ناکامی کی تھی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیئے۔ غرض خدا نے مجھے مسیح موعود ٹھیرایا۔ اور میرے نشانات کو قوت اور تعداد میں مسیح کے نشانات سے بہت بڑھ کر ثابت کیا۔ اگر کسی عیسائی کو شک ہو۔ تو قوت ثبوت اور تعداد کے لحاظ سے میرے نشانوں کا اور مسیح کے نشانوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لے ان نشانوں میں سے ہی یہ خسوف وکسوف کا نشان ہے۔ جو اپنے وقت پر میری صداقت اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر مُہر کرنے کے لئے پورا ہوا۔ میں نے سُنا ہے کہ پٹیالہ میں ایک مولوی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ خسوف وکسوف کا نشان پورا ہو گیا۔ تو اس نے ہاتھ مار مار کر کہا کہ اب خلقت گمراہ ہوگی۔ اب خلقت گمراہ ہوگی۔ مگر اس احمق سے کوئی اتنا پوچھے کہ خدا تعالیٰ نے جب وہ نشان پورا کیا۔ جو صادق کے لئے مقرر تھا۔ پھر لوگ گمراہ ہوں گے یا ہدایت پائیں گے؟

خسوف وکسوف کا نشان

بہت بڑا نشان ہے۔

ملفوظات جلد 3 صـ 362

مَیں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ موضع مُد میں فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال اُنہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دارقطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ ۱۳ تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند تحریف ہے۔ خُدا نے قمر کے خسُوف کیلئے اپنی سُنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی ہیں۔ اور ایسا ہی شمس کیلئے تین دن مقرر ہیں اور حدیث میں صریح ذکر ہے کہ اُس زمانہ میں جب مہدی پیدا ہوگا۔ قمر کا خسوف اُسکی پہلی رات میں ہوگا جو قانون قُدرت میں اُسکے خسوف کے لئے مقرر ہے۔ اور سُورج کا خسوف اُسکے بیچ کے دِن میں ہوگا جو اُس کے خسوف کیلئے سُنّت اللہ میں مقرر ہے۔ اِس سیدھے معنے کو چھوڑنا اور دوسری طرف بہکے پھرنا اگر بدبختی نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ اِسکے عرب کے نزدیک وُہ رات جس میں ہلال کو قمر کہا جاتا ہے کوئی مخصوص رات نہیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک رات ہلال رہتا ہے۔ دُوسری رات قمر شروع ہو جاتا ہے۔ بعض تیسری رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سات رات تک ہلال ہی ہے۔ پس اِس صُورت میں پیشگوئی کے ظہُور کے لئے کوئی خاص رات معیّن نہیں رہتی۔

اور یہ کہنا کہ سُنّت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دُوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اِس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دُوسرا شریک نہ ہو۔

پس حدیث میں یہ علامت بیان کیگئی ہے کہ جب وُہ سچّا مہدی دعویٰ کریگا تو اُس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں منخسف ہوگا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہوگا اور کسی جھوٹے مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہُوا۔ اور اگر ہُوا ہے تو اس کو پیش کرو۔ ورنہ جبکہ یہ صُورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سُنّت اللہ کے برخلاف کوئی اور معنے کئے جائیں۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وُہ متحقّق ہو گئی۔ اگر متحقّق نہیں تو اِس واقعہ کی صفحۂ تاریخ میں کوئی نظیر تو پیش کرو۔ اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کر سکوگے۔

ضمیمہ نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ 140

میرے دعویٰ کے وقت رمضان کے مہینہ میں اسی صدی یعنی چودھویں صدی ۱۳۱۱ھ میں خسوف کسوف ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ایسا ہی دارقطنی کی ایک حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہدی معہود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گا۔ وہ حدیث یہ ہے کہ انّ لمھدینا اٰیتین الخ۔ ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ نشان یہ ہیں کہ چاند کا اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج کا اپنے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں رمضان کے مہینہ میں گرہن ہو گا۔ یعنی انہی دنوں میں جبکہ مہدی اپنا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرے گا اور دنیا اُس کو قبول نہیں کرے گی آسمان پر اس کی تصدیق کے لئے ایک نشان ظاہر ہو گا۔ اور وہ یہ کہ مقررہ تاریخوں میں جیسا کہ حدیث مذکورہ میں درج ہیں سورج چاند کا رمضان کے مہینہ میں جو نزول کلام الٰہی کا مہینہ ہے گرہن ہو گا اور ظلمت کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ ہو گا کہ زمین پر ظلم کیا گیا اور جو خدا کی طرف سے تھا اس کو مفتری سمجھا گیا۔ اب اس حدیث سے صاف طور پر چودھویں صدی متعین ہوتی ہے کیونکہ کسوف خسوف جو مہدی کا زمانہ بتلاتا ہے اور مکذبین کے سامنے نشان پیش کرتا ہے وہ چودھویں صدی میں ہی ہوا ہے۔ اب اس سے زیادہ صاف اور صریح دلیل کونسی ہو گی کہ کسوف خسوف کے زمانہ کو مہدیٔ معہود کا زمانہ حدیث نے مقرر کیا ہے اور یہ امر مشہود محسوس ہے کہ یہ کسوف خسوف چودھویں صدی ہجری میں ہی ہوا اور اسی صدی میں مہدی ہونے کے مدعی کی سخت تکذیب ہوئی۔ پس ان قطعی اور یقینی مقدمات سے یہ قطعی اور یقینی نتیجہ نکلا کہ مہدیٔ معہود کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور اس سے انکار کرنا امورِ مشہودہ محسوسہ بدیہیہ کا انکار ہے۔ ہمارے مخالف اِس بات کو تو مانتے ہیں کہ چاند اور سورج کا گرہن رمضان میں واقع ہو گیا۔ اور چودھویں صدی میں واقع ہوا۔ مگر نہایت ظلم اور حق پوشی کی راہ سے تین عذر پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا یہ عذر صحیح ہیں؟

(۱) اوّل یہ عذر ہے کہ بعض راوی اس حدیث کے ثقات میں سے نہیں ہیں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر درحقیقت بعض راوی مرتبۂ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دارقطنی پر ہو گا کہ اُس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکا دیا؟ یعنی یہ حدیث اگر قابلِ اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا! حالانکہ وہ اِس مرتبہ کا آدمی ہے جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے اور اس کی تنقید میں کسی کو کلام نہیں اور اس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ گذر گیا مگر اب تک کسی عالم نے اِس حدیث کو زیرِ بحث لا کر اس کو موضوع قرار نہیں دیا۔ نہ یہ کہا کہ اِس کے ثبوت کی تائید میں کسی دوسرے طریق سے مدد نہیں لی بلکہ اس وقت سے جو یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی تمام علماء وفضلا متقدمین و متاخرین میں سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے بھلا اگر کسی نے اکابر محدثین میں سے اس حدیث کو موضوع ٹھیرایا ہے تو اُن میں سے کسی محدث کا فعل یا قول پیش تو کرو جس میں لکھا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور اگر کسی جلیل الشان محدث کی کتاب سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر سکو تو ہم فی الفور ایک سو روپیہ بطور انعام تمہاری نذر کرینگے جس جگہ چاہو امانتاً پہلے جمع کرا لو۔ ورنہ خدا سے ڈرو جو میرے بغض کے لئے صحیح حدیثوں کو جو علمائے ربّانی نے لکھی ہیں موضوع ٹھیراتے ہو حالانکہ امام بخاری نے تو بعض روافض اور خوارج سے بھی روایت لی ہے ان تمام حدیثوں کو کیوں صحیح جانتے ہو؟ غرض ناظرین کے لئے یہ فیصلہ کھلا کھلا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حدیث کو موضوع قرار دیتا ہے تو وہ اکابر محدثین کی شہادت سے ثبوت پیش کرے۔ ہم حتمی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو ایک سو روپیہ بطور انعام دے دینگے۔ خواہ یہ روپیہ بھی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے پاس اپنی تسلی کے لئے بشرائط مذکورہ بالا جمع کرا لو۔ اور اگر یہ حدیث موضوع نہیں اور افترا کی تہمت سے اس کا دامن پاک ہے تو تقویٰ اور ایمانداری کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے کہ اس کو قبول کر لو۔ محدثین کا ہرگز یہ قاعدہ نہیں ہے کہ کسی راوی کی نسبت ادنیٰ جرح سے بھی فی الفور حدیث کو موضوع قرار دیا جائے۔ بھلا جن حدیثوں کی رُو سے مہدی خونی کو مانا جاتا ہے وہ کس مرتبہ کی ہیں؟ کیا اُن کے تمام راوی جرح سے خالی ہیں؟ بلکہ جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے تمام اہل حدیث جانتے ہیں کہ مہدی کی حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی جرح سے خالی نہیں۔ پھر اُن مہدی کی حدیثوں کو ایسا قبول کر لینا کہ گویا اُن کا انکار کفر ہے حالانکہ وہ سب کی سب جرح سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ایک ایسی حدیث سے انکار کرنا جو اَور طریقوں سے بھی ثابت ہے اور جو خود قرآن آیت جمع الشمس و القمر میں اس کے مضمون کا مصدق ہے کیا یہی ایمانداری ہے؟ حدیثوں کے جمع کرنیوالے ہر ایک جرح سے حدیث کو نہیں پھینک دیتے تھے ورنہ ان کے لئے مشکل ہو جاتا کہ اس التزام سے تمام اخبار و آثار کو اکٹھا کر سکتے۔ یہ باتیں سب کو معلوم ہیں۔ مگر اب بخل جوش مار رہا ہے۔ ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیت کریمہ فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور اس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے۔ یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ تو اب بعد شہادت قرآن شریف کے جو آیت فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا سے اس حدیث کے منجانب رسول ہونے پر مل گئی ہے پھر بھی اس کو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ سمجھنا کیا یہ دیانت کا طریق ہے؟ اور کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے کوئی اَور بھی قادر ہو سکتا ہے؟ اور اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کے رُو سے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ایسی پیشگوئی پر کوئی دوسرا بھی قادر ہو سکتا ہے تو پھر آپ اسکی نظیر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ کسی مفتری یا رسول کے سوا کسی اَور نے کبھی یہ پیشگوئی کی ہو کہ ایک زمانہ آتا ہے جس میں فلاں مہینے میں چاند اور سورج کا خسوف کسوف ہو گا اور فلاں فلاں تاریخوں میں ہو گا اور یہ نشان کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے ہو گا جسکی تکذیب کی گئی ہو گی۔ اور اس صورت کا نشان اوّل سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہو گا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی۔ اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے (۱) یعنی چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اوّل درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت فلا یظھر علٰی غیبہٖ احدًا کا مضمون صادق آ سکتا ہے کیونکہ اِس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے آخیر تک اس کی نظیر نہیں۔ پھر جبکہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قوت پا کر پایۂ یقین کو پہنچ جاتی ہے تو جس حدیث نے خدا تعالیٰ کے کلام سے قوت پائی ہے اُس کی نسبت یہ زبان پر لانا کہ وہ موضوع اور مردود ہے اُنہی

لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ اگرچہ باعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی آیت فلا یظہر الخ اور آیت جمع الشمس والقمر سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ سو بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث مرفوع متصل ہے۔ کیونکہ قرآن ایسی تمام پیشگوئیوں کا جو کمال صفائی سے پوری ہو جائیں اس تہمت سے تبریہ کرتا ہے کہ بجز خدا کے رسول کے کوئی اور شخص ان کا بیان کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ یہ خدا کے کلام کی تکذیب ہے کہ وہ تو صاف لفظوں میں بیان فرماوے کہ میں صریح اور صاف پیشگوئیوں کے کہنے پر بجز اپنے رسول کے کسی کو قدرت نہیں دیتا لیکن اس کے برخلاف کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ ایسی پیشگوئیاں کوئی اور بھی کر سکتا ہے جس پر خدا کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوئی۔ اور اس طریق سے آیت فلا یظہر علی غیبہ احدًا کی تکذیب کر دیوے۔ غرض جبکہ ان تمام طریقوں سے اس حدیث کی صحت ثابت ہو گئی اور نیز اس کی پیشگوئی اپنے پورے پیرایہ میں وقوع میں بھی آ گئی تو اے خدا سے ڈرنے والو! اب مجھے کہنے دو کہ ایسی حدیث سے انکار کرنا جو گیارہ سو برس سے علماء اور خواص اور عوام میں شائع ہو رہی ہے اور امام محمد باقر اس کے راوی ہیں اور تیرہ سو برس سے یعنی ابتدا سے آج تک کسی نے اس کو موضوع قرار نہیں دیا۔ اور نہ دارقطنی نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ اور قرآن آیت جمع الشمس والقمر میں اس کا مصدق ہے یعنی اسی گرہن سورج اور چاند کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے اور نیز قرآن صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کسی پیشگوئی پر جو صاف اور صریح اور فوق العادت طور پر پوری ہو گئی ہو بجز خدا کے رسول کے اور کوئی شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ ایسا انکار جو عنادًا کیا جائے ہرگز کسی ایماندار کا کام نہیں۔

دوسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کے مفہوم کے مطابق پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ چاند کا گرہن رمضان کی پہلی رات میں نہیں ہوا بلکہ تیرھویں رات میں ہوا اور نیز سورج کا گرہن رمضان کی پندرھویں تاریخ نہیں ہوا بلکہ ۲۸ تاریخ کو ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس گرہن کے لئے کوئی نیا قاعدہ اپنی طرف سے نہیں تراشا بلکہ اُسی قانونِ قدرت کے اندر اندر گرہن کی تاریخوں سے خبر دی ہے جو خدا نے ابتدا سے سورج اور چاند کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اور صاف لفظوں میں فرما دیا ہے کہ سورج کا کسوف اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہو گا۔ اور قمر کا خسوف اس کی پہلی رات میں ہو گا۔ یعنی اُن تین راتوں میں سے جو خدا نے قمر کے گرہن کے لئے مقرر فرمائی ہیں پہلی رات میں خسوف ہو گا۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کیونکہ چاند کی تیرھویں رات میں جو قمر کی خسوفی راتوں میں سے پہلی رات ہے خسوف واقع ہو گیا۔ اور حدیث کے مطابق واقع ہوا ورنہ مہینہ کی پہلی رات میں قمر کا گرہن ہونا ایسا ہی بدیہی محال ہے جس میں کسی کو کلام نہیں وجہ یہ کہ عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے نہ قمر۔ اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ قمر کے لفظ میں لسان العرب وغیرہ میں یہ عبارت ہے۔ ھو بعد ثلٰث لیال الی اٰخر الشہر یعنی چاند کا قمر کے لفظ پر اطلاق تین رات کے بعد ہوتا ہے پھر جبکہ پہلی رات میں جو چاند نکلتا ہے وہ قمر نہیں ہے اور نہ قمر کی وجہ تسمیہ یعنی شدت سپیدی و روشنی اس میں موجود ہے تو پھر کیونکر یہ معنے صحیح ہونگے کہ پہلی رات میں قمر

کو گرہن لگیگا۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں جوان عورت پہلی رات
ہی حاملہ ہو جائیگی۔ اور اس پر کوئی مولوی صاحب ضد کر کے یہ معنے بتلادیں کہ پہ
رات سے مراد وہ رات ہے جس رات وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی تو کیا یہ معنے صحیح ہو
اور کیا اُن کی خدمت میں کوئی عرض نہیں کریگا کہ حضرت پہلی رات میں تو وہ جوان عور
نہیں کہلاتی بلکہ اس کو صبیہ یا بچہ کہیں گے۔ پھر اس کی طرف حمل منسوب کرنا کیا
رکھتا ہے۔ اور اسجگہ ہر ایک عقلمند یہی سمجھے گا کہ پہلی رات سے مراد زفاف کی را
ہے جبکہ اوّل دفعہ ہی کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس جائے۔ اب بتلاؤ کہ ا
فقرے میں اگر کوئی اس طرح کے معنے کرے تو کیا وہ معنے آپ کے نزدیک صحیح ہ
اس بنیاد پر کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور کیا آپ ایسا خیال کر لینگے کہ وہ جو
پیدا ہوتے ہی اپنی پیدائش کی پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی۔ اے حضرا
خدا سے ڈرو۔ جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور باتفاق قمر اُس کو کہتے ہیں جو تین
کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے تو اب ہلال کو کیونکر قمر کہا جائے
بھی تو کوئی حد ہوتی ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ جبکہ قمر کے گرہن کے لئے تین راتیں خدا کے
قدرت میں موجود ہیں اور پہلی رات چاند کے خسوف کی تین راتوں میں سے مہینہ کی تیر
رات ہے اور ایسا ہی سورج کے گرہن کے لئے خدا کے قانون قدرت میں تین دن ہیں
بیچ کا دن سورج کے کسوف کے دنوں میں سے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ ہے تو
معنے کیسے صاف اور سیدھے اور سریع الفہم اور قانون قدرت پر مبنی ہیں کہ مہ
کے ظہور کی یہ نشانی ہوگی کہ چاند کو اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے جو اس کے
خدا نے ابتدا سے مقرر کر رکھی ہیں پہلی رات میں گرہن لگ جائیگا یعنی مہینہ کی تیر
رات جو گرہن کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات ہے۔ ایسا ہی سورج کو اپنے گرہن
مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں گرہن لگیگا یعنی مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ
سورج کے گرہن کا ہمیشہ بیچ کا دن ہے کیونکہ خدا کے قانون قدرت کے رُو سے ہم
چاند کا گرہن تین راتوں میں سے کسی رات میں ہوتا ہے یعنی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵۔ ایسا
سورج کا گرہن اُس کے تین مقررہ دنوں سے کبھی باہر نہیں جاتا یعنی مہینہ کا ۲۷ و ۲۸ و
پس چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ تیرھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے اور سورج کے
کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی ۲۸ تاریخ۔ عقلمند جانتا ہے۔ اب ایسی صاف پیش
میں بحث کرنا اور یہ کہنا کہ قمر کا گرہن مہینہ کی پہلی رات میں ہونا چاہیئے تھا یعنی
کنارہ آسمان پر ہلال نمودار ہوتا ہے یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہاں ہیں رونے والے ج
قسم کی عقلوں کو رو دیں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو
کہتے ہیں وہ تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں
اس غریب بیچارہ کا گرہن کیا ہوگا۔ کیا پدّی کیا پدّی کا شوربا۔

تیسرا اعتراض اس نشان کو مٹانے کے لئے یہ پیش کیا گیا ہے کہ کیا ممکن نہیں کہ کس
خسوف تو اب رمضان میں ہو گیا ہو مگر مہدی جس کی تائید اور شناخت کیلئے خسوف کسو
ہوا ہے وہ پندرھویں صدی میں پیدا ہو یا سولھویں صدی میں یا اس کے بعد کسی اور صدی م
اس کا جواب یہ ہے کہ اے بزرگو! خدا ہی تم پر رحم کرے جبکہ آپ لوگوں کی فہم کی یہاں تک
پہنچ گئی ہے تو میرے اختیار میں نہیں کہ میں کچھ سمجھا سکوں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا کے نش
اس کے رسولوں اور ماموروں کی تصدیق اور شناخت کیلئے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں ہوتے ہیں
اُن کی سخت تکذیب کی جاتی ہے اور ان کو مفتری اور کافر اور فاسق قرار دیا جاتا ہے تب
غیرت اُن کے لئے جوش مارتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنے نشانوں سے صادق کو صادق
دکھلادے۔ بغرض ہمیشہ آسمانی نشانوں کے لئے ایک محرک کی ضرورت ہوتی ہے اور جو لوگ

تکذیب کرتے ہیں وہی محرک ہوتے ہیں۔ نشانوں کی یہی فلاسفی ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ نشان تو آج ظاہر ہو اور جس کی تصدیق اور اس کے مخالفوں کے ذب اور دفع کے لئے وہ نشان ہے وہ کہیں سو یا دو سو یا تین سو یا ہزار برس کے بعد پیدا ہو اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نشانوں سے اسکے دعوے کو کیا مدد پہنچے گی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس عرصہ تک اس نشان پر نظر رکھ کر کئی مدعی پیدا ہو جائیں تو اب کون فیصلہ کرے گا کہ کس مدعی کی تائید میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا۔ تعجب ہے کہ مدعی کا تو ابھی وجود بھی نہیں اور نہ اس کے دعوے کا وجود ہے اور نہ خدا کی نظر میں کوئی محرک تکذیب کرنے والا موجود ہے بلکہ سو یا دو سو یا ہزار برس کے بعد انتظار ہے تو قبل از وقت نشان کیا فائدہ دے گا اور کس قوم کیلئے ہوگا۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کے لوگ تو ایسے نشان سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے جس کے ساتھ مدعی نہیں ہے۔ اور جبکہ نشان کے دیکھنے والے بھی سب خاک میں مل جائیں گے اور کوئی زمین پر زندہ نہیں ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ میں نے چاند اور سورج کو بچشم خود گرہن ہوتے دیکھا تو ایسے نشان سے کیا فائدہ مترتب ہوگا۔ جو زندہ مدعی کے زمانہ کے وقت صرف ایک مردہ قصہ کے طور پر پیش کیا جائیگا اور خدا کو کیا ایسی جلدی پڑی تھی کہ کئی سو برس پہلے نشان ظاہر کر دیا اور ابھی مدعی کا نام ونشان نہیں۔ نہ اس کے باپ دادے کا کچھ نام ونشان۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عقیدہ اہل سنت اور شیعہ کا مسلم ہے کہ مہدی جب ظاہر ہوگا تو صدی کے سر پر ہی ظاہر ہوگا۔ پس جبکہ مہدی کے ظہور کے لئے صدی کے سر کی شرط ہے۔ تو اس صدی میں تو مہدی کے پیدا ہونے سے ہاتھ دھو رکھنا چاہیئے کیونکہ صدی کا سر گذر گیا اور اب بات دوسری صدی پر جا پڑی اور اس کی نسبت بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیونکہ جب کہ چودھویں صدی جو حدیث نبوی کا مصداق تھی اور نیز اہل کشف کے کشفوں سے لدی ہوئی تھی خالی گذر گئی تو پندرھویں صدی پر کیا اعتبار رہا۔ پھر جبکہ آنے والے مہدی کے ظہور کے کوئی مچھن نظر نہیں آتے اور کم سے کم سو برس پر بات جا پڑی تو اس بیہودہ نشان خسوف کسوف سے فائدہ کیا ہوا۔ جب اس صدی کے سب لوگ مر جائیں گے اور کوئی خسوف کسوف کا دیکھنے والا زندہ نہ رہے گا تو اس وقت تو یہ [illegible] خسوف کا نشان محض ایک قصہ کے رنگ میں ہو جائے گا اور ممکن ہے کہ اس وقت علمائے کرام اس کو ایک موضوع حدیث کے طور پر سمجھ کر داخل دفتر کر دیں۔ غرض اگر مہدی اور اس کے نشان میں جدائی ڈال دی جائے تو یہ ایک مکروہ بدفالی ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز ارادہ ہی نہیں ہے کہ اس کی مہدویت کو آسمانی نشانوں سے ثابت کرے۔ پھر جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ نشان اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ خدا کے رسولوں کی تکذیب ہوتی ہے اور ان کو مفتری خیال کیا جاتا ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ مدعی تو ابھی ظاہر نہیں ہوا اور نہ اس کی تکذیب ہوئی مگر نشان پہلے ہی سے ظاہر ہو گیا۔ اور جب دو تین سو برس کے بعد کوئی پیدا ہوگا اور تکذیب ہوگی تب یہ باسی قصہ کس کام آسکتا ہے کیونکہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایسے مدعی کی نسبت قطع کر سکتے ہیں کہ درحقیقت فلاں صدی میں خسوف کسوف اُسی کی تصدیق میں ہوا تھا۔ خدا کی ہرگز یہ عادت نہیں کہ مدعی اور اس کے تائیدی نشانوں میں اس قدر لمبا فاصلہ ڈال دے جس سے امر مشتبہ ہو جائے۔ کیا یہ چند لفظ ثبوت کا کام دے سکتے ہیں کہ فلاں صدی میں جو خسوف کسوف ہوا تھا وہ اسی مدعی کی تائید میں ہوا تھا۔ یہ خوب ثبوت ہے جو خود ایک دوسرے ثبوت کو چاہتا ہے۔ غرض یہ دارقطنی کی حدیث مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس نے ایک تو قطعی طور پر مہدی معہود کے لئے چودھویں صدی کا زمانہ مقرر کر دیا ہے اور دوسرے اس مہدی کی تائید میں اس نے ایسا آسمانی نشان پیش کیا ہے جس کے تیرہ سو برس سے کل اہل اسلام منتظر تھے۔ سچ کہو کہ آپ لوگوں کی طبیعتیں چاہتی تھیں کہ میرے مہدویت کے دعویٰ کے وقت میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو جائے۔ ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ اُن کے دعوے کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجّال اور کذّاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون - قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون - یعنی ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کروگے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کیلئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا۔ اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی ہے۔ کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کے لئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔ کیونکہ جس صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی

تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 132-143

معجزہ شق القمر

دوسرا بڑا عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق القمر تھا اور شق القمر دراصل ایک قسم کا خسوف ہی تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے ہوا۔ اِس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے کسوف و خسوف کا ایک نشان دکھایا اور یہ مسیح موعود اور مہدی کے لئے مخصوص تھا۔ اور ابتدائے دنیا سے کبھی اس رنگ میں یہ نشان نہیں دکھایا گیا تھا۔ یہ صرف مسیح موعود ہی کے زمانہ کے لئے رکھا گیا تھا۔ اور احادیث میں آیات مہدی میں سے اُسے قرار دیا گیا ہے۔ جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے ہی نام پر آئیگا اس میں یہی نکتہ ہے کہ جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے تھے اس رنگ کے نشان یہاں بھی دیئے جانے ضروری تھے کیونکہ یہ آمد آپ ہی کی ہے۔

ملفوظات جلد 3 صـ 59

ایک کسوف خسوف کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پُورا نہیں ہوا تھا رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے۔ مولوی محمد لکھو کے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ دار قطنی کھول کر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ۔ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پُوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ ان پر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا۔ اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک حقیقی دعویدار کو دجّال اور واجب القتل کہے جاتے ہو۔ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے۔ ایڈیٹر) کہا کہ اب دُنیا گمراہ ہو گی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دُنیا کا خیر خواہ تھا۔ اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اس کے بعد خاموش ہو جاتے۔ مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا۔ بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔ ملفوظات جلد ۹ صـ ۱۵۷

ہم نے اس بات سے کبھی انکار نہیں کیا کہ پہلے بھی رمضان میں کبھی کسوف خسوف ہوا ہو بلکہ ہم تو نظام شمسی کے قائل ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کبھی پہلے بھی ایسا واقعہ ہو گیا ہو۔ ہمارا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ جن شرائط اور لوازم کا ذکر حدیث دار قطنی میں درج ہے ایسا آج سے پہلے کبھی واقعہ نہیں ہوا مثلاً اس حدیث میں صاف تاریخ مقرر کی گئی ہے کہ چاند گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے اول تاریخ میں اور سُورج گرہن اپنے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے ان کے نصف میں یعنی تیرھویں چاند اور اٹھائیسویں کو سُورج گرہن ہوگا اور اس وقت پہلے سے ایک مدعی مہدویت کا دعویٰ موجود ہوگا نہ کہ سُورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھ کر دعویٰ کرے گا بلکہ وہ پیشتر ہی سے دعویٰ موجود ہوگا اور اس کی تائید اور نصرت کے واسطے آسمان پر اس طرح سے چاند اور سورج گرہن ہوگا اور علاوہ ازیں اور اور نشانات زمینی و آسمانی اور دلائل و براہین سے اپنے دعویٰ کو مبرہن کرتا ہوگا اور اس کا دعویٰ خوب طرح سے شہرت پا کر دُور دُور اطراف میں مشہور ہو گیا ہوگا۔

پس کیا عبد الحکیم نے ایسا بھی ثبوت دیا ہے کہ وہ پہلے گرہن جو رمضان میں واقع ہوئے تھے ان میں سے کوئی ان شرائط و لوازم اور قید تاریخ سے بھی واقع ہوا تھا؟ اور کیا اس وقت پہلے اس کے کہ وہ اس طرح کا موعودہ کسوف خسوف ظہور میں آوے کوئی مدعی مہدویت اور مسیحیت موجود تھا جس نے اپنے دعویٰ کو عام کتب کے ذریعہ سے شائع بھی کیا ہو اور اس کا دعویٰ دنیا میں شہرت یافتہ ہو اور پھر اس کے ساتھ کوئی آسمانی یا زمینی نشان اور تائیدات بھی موجود ہوں یا قرآن و حدیث سے مبرہن کیا گیا ہو۔ ہمارا مطالبہ تو ان شرائط و لوازم کے ساتھ کسوف خسوف ثابت کرنے کا ہے۔

دیکھو اس واقعہ کا بیان تو انگریزی اخبارات مثل سول ملٹری اور پاؤنیر وغیرہ نے بھی کر دیا تھا کہ اس ہیئت کذائی سے اس سے پہلے کبھی کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ اس سے بڑھ کر دجل اور بے ایمانی کیا ہو گی کہ سب لوازم کو ترک کر کے صرف ایک بات کو ہاتھ میں لے کر اعتراض کر دینا۔ دکھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ ایسا نشان ظاہر ہونے سے پہلے کہ وہ مقررہ تاریخوں میں ظاہر ہوا ہو، کوئی مدعی بھی موجود ہو۔ پھر اُس نے دعویٰ بھی کیا ہو۔

اس دعویٰ کی اشاعت بھی کی ہو اور اس کو آیات و نشانات ارضی و سماوی اور دلا[ئل] قاطعہ سے مبرہن بھی کیا ہو۔ یونہی زبان اعتراض ہلا دینے سے کیا ہوتا ہے۔ اس طر[ح] سے تو تمام نبوت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ملفوظات جلد ۱۰ صـ ۱۹۵

اس صدی میں سے بیسواں سال بھی شروع ہو گیا مگر اُن کا مجدد اب تک ن[...]
آسمان نے رمضان کے **کسوف خسوف** سے گواہی دی اور یہ گواہی نہ صرف سُنیو[ں کی]
کتاب دار قطنی میں درج ہے بلکہ شیعوں کی کتاب اکمال الدین نے بھی جو نہایت معتبر [...]
جاتی ہے یہی حدیث کسوف و خسوف کی مہدی موعود کی علامت لکھی ہے مگر پھر بھی ان لوگ[وں نے]
صریح بے ایمانی سے اس حدیث کو بھی رد کر دیا۔ کیا باوجود اتفاق دو فرقوں کے پھر بھ[ی]
حدیث صحیح نہیں؟ نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 385

نشانوں کو دیکھنا اور پھر تکذیب کرنا

کیا اس سے زیادہ کوئی اور شرارت ہو گی۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں نہیں [...]
کیا شیعہ اور سُنی دونوں فریق کی کتابوں میں یہ حدیثیں موجود نہیں؟ کیا بجز میر[ے]
کسی اور مدعی کے وقت ہُوا؟ اور کون ہے جس نے کہا کہ یہ میرے [...]
ہُوا؟ اور یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں یہ دوسرا ظلم ہے۔ اے نادانوں جبکہ یہ حد[یث]
سُنیوں اور شیعوں دونوں فریق کی کتابوں میں موجود ہے اور پھر علاوہ اس کے خدا [...]
حدیث کے مضمون کو واقع کر کے اس کی صحت ثابت کر دی تو یہ حدیث تو اور تم[ام]
حدیثوں کی نسبت اوّل درجہ کی قوی ہو گی کیونکہ نہ صرف یہ کہ دو فریق اس کے محا[...]
چلے آئے ہیں بلکہ خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی کو پُورا کر کے اس کی سچائی پر مُہ[ر]
کر دی اور اس سے علاوہ یہ کہ پہلی کتابوں میں بھی مسیح موعود کی علامت خسوف [...]
کسوف لکھا ہے اور یہ حدیث کتاب دار قطنی اور اکمال الدین میں ہے جس [...]
انہوں نے کوئی جرح نہیں کی۔ اور یہ امر کہ خسوف کسوف مہدی موعود کی علام[ت]
کیوں ٹھہرایا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا انکار جو زمین پر ہو رہا [...]
یہ موجب **غضب الٰہی** ہے چنانچہ بعد اس کے زمین پر وہ غضب بذریعہ طا[عون]
ظاہر ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں کی تنبیہ اور یاد دہانی کے لئے یہ نمو[نہ]
آسمان پر قائم کرے اور نمونہ کے لئے کسوف خسوف دونوں [...]
اختیار کیا گیا ہے کیونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور ماہتاب کی سلطنت رات [...]
اسی طرح یہ امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا [...]
یعنی دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دُوسرے ادیان جو بطور رات کے ہ[یں]
اِن سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے پس اِ[...]
وقت میں کہ اس کے دن کی سلطنت میں بھی روکیں اور حجاب ہیں اور نیز رات [...]
سلطنت میں بھی روکیں ہیں حکمت الٰہی نے چاہا کہ آسمان پر کسوف خسوف کا اند[...]
نمونہ پیش کرے اور اس نشان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جیسا کہ کسوف خسوف [...]
تھوڑی مدت کے بعد رفع اور دُور ہو جاتا ہے اور یہ دونوں نیر اپنی اپنی سلطنت [...]
قائم ہو جاتے ہیں ایسا ہی اس جگہ بھی ہو گا۔ سُنی اور شیعہ دونوں گروہ اس[...]
کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تھے مگر جب وہ ظاہر ہ[وا]
تو اُس کی تکذیب کی۔ کیا یہودیت کے کچھ اور بھی معنی ہیں۔ نزول المسیح، روحانی خ[زائن]
جلد 18 صفحہ 405 - 406

چاند سورج گرہن

(از مکرم صالح محمد اللہ دین صاحب پروفیسر شعبہ
ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد۔ انڈیا)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والے کے وقت میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے کی مخصوص تاریخوں میں گرہن لگیں گے۔

چوتھی صدی ہجری میں حضرت علی بن عمر البغدادی الدار قطنی (۹۱۸ء ۳۰۶ھ تا ۹۹۵ء ۳۸۵ھ) بلند پایہ محدث گزرے ہیں۔ وہ اپنی سنن دار قطنی میں حضرت امام باقر محمد بن علی رضی اللہ عنہ (جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ تھے) کی روایت سے یہ حدیث درج کرتے ہیں:۔

یعنی (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقرر کردہ دنوں میں سے) درمیان (کے دن) میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیا کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے" (سنن دار قطنی جلد اول ص۱۸۸ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی)

سورج اور چاند اپنی حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتے۔ قانون نیچر کے ماتحت وہ حرکت کرتے ہیں اور قانون نیچر کے اصول کے مطابق سورج اور چاند کو گرہن لگتے ہیں۔ جب چاند زمین کے گرد گھومتے ہوئے سورج کے آگے اس طرح آجاتا ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روک دیتا ہے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے اور جب زمین چاند اور سورج کے درمیان اس طرح آجاتی ہے کہ زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے۔ علم ہیئت کی اصطلاح میں چاند گرہن FULL MOON کے وقت ہوتا ہے اور سورج گرہن NEW MOON کے وقت۔ گرہن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سورج چاند اور زمین تینوں ایک لائن میں ہوں یا قریب قریب ایک لائن میں ہوں۔ چاند اور زمین کے ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی سطح اور دونوں کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح میں کوئی پانچ ڈگری کا فرق ہے۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو ہر مہینہ گرہن کی شرط پوری ہو جاتی اور سورج گرہن اور چاند گرہن ہر مہینہ ہوتے۔ لیکن اس فرق کی وجہ سے ایک شمسی سال میں زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہو سکتے ہیں (جن میں سے چار یا پانچ سورج گرہن ہوتے ہیں اور تین یا دو چاند گرہن ہوتے ہیں) اور کم سے کم دو گرہن ہو سکتے ہیں اور یہ دونوں بھی سورج گرہن ہو سکتے ہیں۔ سورج گرہن کی تعداد چاند گرہن سے زیادہ ہوتی ہے لیکن جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو وہ زیادہ وسیع علاقے سے نظر آتا ہے اور سورج گرہن کم علاقے سے نظر آتا ہے۔ لہٰذا کسی معین جگہ سے چاند گرہن زیادہ نظر آتا ہے بہ نسبت سورج گرہن کے۔

چاند کی حرکت کافی پیچیدہ ہے۔ چاند اور زمین کے درمیان فاصلے میں اور رفتار میں حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی چاند کی رفتار اول مہینہ میں تیز ہوتی ہے اور کبھی مہینہ کے آخری حصہ میں تیز ہوتی ہے۔ سورج کے فاصلے اور رفتار میں بھی حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن سب کچھ حساب سے ہوتا ہے فاصلہ اور رفتار میں کمی بیشی کا اثر گرہن کی تاریخوں پر پڑتا ہے اور گرہن کی تاریخوں کی بھی حدود مقرر ہیں۔

ہیئت دان مہینہ کی ابتداء NEW MOON سے کرتے ہیں جبکہ سورج اور چاند کے LONGITUDE ایک ہوتے ہیں۔ اس وقت چاند بالکل نظر نہیں آتا۔ لیکن ہجری مہینہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب چاند اس قدر بڑا ہو جاتا ہے کہ وہ نظر آسکتا ہے۔ اگر ہجری کیلنڈر کو استعمال کیا جائے تو چاند گرہن قمری مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہو سکتا ہے۔ خدائی خبر میں یہ بتایا گیا ہے کہ چاند گرہن رمضان کی اول رات میں ہوگا اور سورج گرہن درمیان میں۔ لہٰذا چاند گرہن کے لئے تیرھویں رمضان اور سورج گرہن کے لئے اٹھائیسویں رمضان مقرر ہوئے۔

اول لیلۃ سے مراد چاند کی تیرھویں تاریخ ہے نہ کہ پہلی تاریخ۔ یہ بات اس طرح ثابت ہے کہ حدیث شریف میں قمر کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ کہ ہلال کا۔ پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کا چاند عربی زبان میں ہلال کہلاتا ہے۔ چوتھی تاریخ سے آخر

تک وہ قمر کہلاتا ہے۔ (اقرب الموارد جلد دوم)

۱۸۹۴ء رمضان المبارک کی مقرر کردہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگے۔ چاند گرہن ۱۳/ رمضان کی ابتدائی رات ۲۱/ مارچ کو ہوا اور سورج گرہن ۲۸/ رمضان بروز جمعہ ۶/ اپریل کو ہوا۔ ۱۸۹۴ء کی جنتری کے علاوہ گرہن کا ذکر اخبار آزاد اور Civil and Military Gazette میں بھی ہوا۔

Professor T.R.Von Oppolzer کی کتاب Canon Of Eclipses میں ۱۲۰۸ قبل مسیح سے لے کر ۲۱۶۱ عیسوی کے گرہنوں کی انگریزی تاریخیں دی گئی ہیں۔ اس کتاب سے بھی مذکورہ بالا تاریخوں کی تصدیق ملتی ہے۔ یہ کتاب عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کے شعبہ ہیئت کی لائبریری میں موجود ہے۔ ۱۸۹۴ء کے Nautical Almanac London سے بھی تصدیق حاصل کی جاسکتی ہے۔

گرہنوں کے اقسام ہوتے ہیں۔ بعض گرہن خفیف ہوتے ہیں اور بعض نمایاں ہوتے ہیں۔

Professor J.A.Mitchell نے اپنی کتاب ECLIPSES OF THE SUN (COLUMBIA UNIVERSITY PRESS NEW YORK, 5TH EDITION 1951 P 53 میں سورج گرہن کی چار اقسام کا ذکر کیا ہے:-

(1) PARTIAL (2) ANNULAR (3) ANNULAR TOTAL (4) TOTAL-PARTIAL

گرہن میں سورج کا کچھ حصہ تاریک ہوتا ہے۔ Annular گرہن میں سورج کا درمیانی حصہ تاریک ہوتا ہے۔ لیکن اطراف کا حصہ تاریک نہیں ہوتا۔ TOTAL گرہن میں سورج تمام کا تمام تاریک ہو جاتا ہے۔ ANNULAR-TOTAL جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ANNULAR اور TOTAL کے درمیان کی قسم ہے۔ یہ تیسری قسم کا گرہن سب سے زیادہ نایاب ہے۔ Professor Mitchel نے ماضی کے گرہنوں کا جائزہ لینے سے یہ استنباط کیا ہے کہ اوسط صدی میں ۲۳۷ سورج گرہن ہوئے جس میں سے صرف دس اس تیسری قسم کے تھے۔ ۲۸/ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کا گرہن اس تیسری قسم کا تھا۔ اس لئے وہ عام سورج گرہن سے مختلف تھا۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ چاند کو جب گرہن لگتا ہے تو زمین کے نصف کرہ سے زیادہ حصہ سے دیکھا جاسکتا ہے لیکن سورج گرہن کم علاقہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔ کئی دفعہ ایسے مقامات پر سورج گرہن ہوتا ہے جہاں سمندر ہوتا ہے یا آبادی کم ہوتی ہے ۱۸۹۴ء کا سورج گرہن ایشیا کے کئی مقامات سے دیکھا جا سکتا تھا جس میں ہندوستان بھی شامل ہے جہاں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے رفقاء نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

Professor Oppolzer کی کتاب Canon of Eclipses میں صرف نمایاں سورج گرہنوں کے مقامات کو نقشہ کے ذریعہ دکھایا گیا ہے ۱۸۹۴ء کے رمضان کا سورج گرہن چونکہ نمایاں قسم کا تھا اس لئے اس کے دکھائی دینے والے رستے کو پروفیسر OPPOLZER نے نقشہ کی مدد سے بتایا ہے۔ اس کتاب کے چارٹ نمبر ۱۴۸ میں اس سورج گرہن کے راستہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ۱۸۹۴ء کے Nautical Almanac London میں بھی اس سورج گرہن کے راستہ کو نقشہ کے ذریعے بتایا گیا ہے۔ دونوں کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سورج گرہن کا راستہ ہندوستان میں سے گزرتا ہے۔

اگلے سال ۱۸۹۵ء میں بھی رمضان کے مہینہ میں گرہن ہوئے۔ یہ گرہن قادیان سے نظر نہیں آئے زمین کے مغربی کرہ کے بعض علاقوں سے نظر آسکتے تھے۔ چاند گرہن ۱۱/ مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا۔ اور سورج گرہن ۲۶/ مارچ ۱۸۹۵ء کو ہوا۔ ان گرہنوں کے وقت بھی قادیان میں رمضان کی تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ تھیں۔ مقام کے بدلنے سے گرہن کی تاریخیں بدل سکتی ہیں۔ اس دفعہ کا سورج گرہن نمایاں قسم کا نہیں تھا۔ لہٰذا Professor Von Oppolzer نے اپنی کتاب میں اس کے دکھائی دینے والے مقامات کو نقشے پر ظاہر نہیں کیا۔

اس اعتراض کا جواب کہ سورج چاند گرہن رمضان میں کئی دفعہ ہوئے

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورج گرہن، چاند گرہن رمضان کے مہینے میں کئی دفعہ ہوئے ہیں لہٰذا ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء کے گرہن کو اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ یہ درست ہے کہ وقتاً فوقتاً رمضان کے مہینے میں دونوں گرہن ہوئے ہیں لیکن حدیث شریف میں معین تاریخوں کا ذکر ہے اور مدعی کا موجود ہونا ضروری شرط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ لم تکونا منذ خلق السموات والارض صاف طور پر بتاتے ہیں کہ اس خدائی خبر میں کوئی معمولی بات نہیں بتائی گئی ہے۔

خاکسار نے جو مطالعہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم و بیش ہر بائیس سال میں ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند اور سورج کو رمضان کے مہینہ میں دنیا کے کسی نہ کسی حصہ پر گرہن لگتا ہے۔ لیکن کسی معین جگہ سے معین

باقی صفحہ ۱۲ پر کالم ۱

قادیان سے سورج گرہن کا نظارہ

(از مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب)

آسمانی نشان کے لئے متلاشی نگاہیں

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ نے مہدی موعود کو "ہمارے مہدی" کے پیارے خطاب سے نوازتے ہوئے اس کی سچائی پر آسمانی نشان کا ذکر فرمایا کہ رمضان کی معین تاریخوں میں کسوف و خسوف یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن لگے گا۔ چودہ صدیوں کے دوران اس نشان آسمانی کو دیکھنے کی تمنا پرورش پاتی رہی۔ آخر ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳/ کو چاند کو گرہن لگا۔ چاند گرہن لگنے کے بعد نظریں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ اب سورج کو بھی اس پیشگوئی کے مطابق گرہن لگنے گا۔ قادیان کے افق پر اس نشان کی تکمیل دیکھنے کے لئے روحیں مضطرب تھیں۔ مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آپ کے رفقاء مصروف دعا تھے اور ظہور نشان کے منتظر۔ یہ روح پرور فضا اتنی دلکش تھی کہ دور دور سے پروانوں کو کھینچ رہی تھی۔ اس بے مثال جذب وکشش کی ایک ایمان افروز داستان ریاست ٹونک کے وزیر اعظم مرزا عبدالرحیم کی اولاد میں سے دو بھائیوں اور ان کے ایک دوست کی ہے۔

بھائیوں میں سے مرزا ایوب بیگ صاحب چیفس کالج لاہور میں سائنس کے استاد تھے۔ ان کے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹ۔ جبکہ مرزا ایوب بیگ صاحب کے ایک محلہ دار اور ہم جماعت مولوی عبدالعلی صاحب آف کلانور ان کے ساتھی تھے۔

داستان جذب و مستی

۲۱/ مارچ ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۔ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو چاند گرہن کے بعد اسی رمضان میں سورج گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو یہ تینوں فدا کار لاہور سے چل پڑے۔ دل میں عزم صمیم لئے کہ چھ اپریل کو ہونے والے عظیم واقعہ اور صداقت مہدی کے نشان کو قادیان پہنچ کر اپنے آقا کے ساتھ ملاخطہ کریں اور نماز کسوف میں شامل ہوں۔

ایک دن پہلے کی شام لاہور سے روانہ ہو کر یہ دیوانے رات قریباً گیارہ بجے بٹالہ پہنچے۔ اس شب بٹالہ کا موسم آگے سفر کرنے سے روک رہا تھا۔ آندھی چل رہی تھی۔ بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ راستہ صرف بجلی چمکنے سے نظر آتا تھا۔ سب نے ارادہ کر رکھا تھا کہ خواہ کچھ ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں دوستوں نے راستہ میں کھڑے ہو کر تضرع سے دعا کی کہ:۔

اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے! ہم تیرے عاجز بندے ہیں' تیرے مہدی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں' سردی ہے۔ تو ہی ہم پر رحم فرما' ہمارے لئے راستہ آسان کر دے اور اس باد مخالف کو دور کر!!

ابھی آخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رخ بدلا اور بجائے سامنے کے پشت کی طرف سے چلنے لگی اور مد سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔

اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہو گئی۔ نہر کے پاس ایک کوٹھا تھا' اس میں داخل ہو گئے۔ ان دنوں ضلع گورداسپور کی اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی۔ دیکھا تو ستارے نکلے ہوئے خوب چمکتے رہے تھے۔ آسمان صاف اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر چل پڑے اور سحری حضرت مہدی موعود کے دسترخوان پر کھائی۔

نماز کسوف اور نظارہ سورج گرہن

سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز کسوف کا اہتمام ہوا۔ حضرت مہدی معہود کے ارشاد پر یہ اہتمام بیت مبارک کی چھت پر کیا گیا۔ کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مہدی موعود کو کسی نے بتایا کہ سورج گرہن لگ گیا ہے۔

آپ نے اس شیشہ میں سے دیکھا تو نہایت خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضور نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا۔ اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا! حضور نے کئی مرتبہ اس تاسف کا اظہار کیا!!

باقی صفحہ ۱۲ پر کالم ۲

بقیہ صـ۱۰ سے

رمضان کی تاریخوں میں دونوں گرہنوں کا نظر آنا اس واقعہ کو نایاب بنا دیتا ہے۔ ۱۸۹۴ء کے گرہن کا دوسرے گرہنوں سے موازنہ کرنا بہت ایمان افروز ہے۔

خاکسار نے اپنے دوست Dr.Goswami Mohan Ballagh کے ساتھ جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ریڈر ہیں ۱۸۰۰ء تا ۲۰۰۰ء میں رمضان میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمارا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان دو صدیوں میں سترہ دفعہ سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے لیکن صرف ۱۸۹۴ء ہی ایسا سال تھا جس میں سورج گرہن چاند گرہن قادیان پر مقرر کردہ تاریخوں میں ہوئے۔

کلکتہ میں حکومت ہندوستان کا ادارہ ہے:-

METEOROLOGICAL DEPARTMENT POSITIONAL ASTRONOMY CENTRE

میری درخواست پر وہاں کے سائنسدانوں نے بھی تحقیق کی۔ انہوں نے دس دفعہ کے گرہنوں کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے بھی صرف ۱۸۹۴ء کے سال کو ایسا پایا جس میں سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں قادیان سے مقرر کردہ تاریخوں میں نظر آسکتے تھے۔ ان کی تحقیق کی تفصیل جولائی ۱۹۸۷ء کے رسالہ REVIEW OF RELIGIONS میں شائع ہوئی ہے۔

الغرض دونوں گرہنوں کا مقرر کردہ تاریخوں میں قادیان سے نظر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کئی رمضان میں ہونے والے کسوف خسوف میں سے ایک کسوف خسوف اس صفت کا ہوا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ - ۲۰ دسمبر 1993)

بقیہ صـ۱۱ سے

اللہ اللہ! خدا کے پیاروں کو کس قدر دوسروں کے ایمان کی فکر ہوتی ہے۔ ایک طرف آسمانی نشان کی تصدیق فرمار ہے ہیں دوسری طرف اس کے خفیف ہونے کے باعث لوگوں کے ایمان کی فکر!! اسی کیفیت قلبی کے سبب آپ دعائیں کیا کرتے۔

وہ لگادے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہردم آسماں تک بے شمار

ایک طرف مہدی موعود کی توجہ نشان کو خفیف دیکھ کر دعا کی طرف مبذول ہو رہی تھی، دوسری طرف آسمانی آقا کی نظر اپنے پیارے کے دل پر تھی۔ اچانک وہ خفیف سا نشان بڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔ اس پر حضور نے فرمایا:-

ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے ظہور میں آیا۔

یہ واقعہ رفقاء مہدی موعود کے احوال پر مشتمل محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ کے سلسلہ کتب کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۸۰، ۸۱ سے ماخوذ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند سورج گرہن کے آسمانی نشان کے لئے اللہ والوں کے سینے کس قدر متجسس تھے۔ ان کی نگاہیں کتنی پیاسی اور روحیں متلاشی۔ خدائے قادر کے نشانوں کے ایسے قدر دان ہی وہ خوش نصیب ہوتے ہیں کہ ہر طرح کے خوف وخطرے آزاد ان کے من آسمانی آواز سنتے ہیں۔ "امن است در مکان محبت سرائے ما"

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ 18 جنوری 1994)



Baitu Dua Built in 1903

بَیتُ الدُّعاء
جس کی تعمیر ۱۹۰۳ء میں ہوئی

لہ
اور گوہر آئے کو تھا وہ لوٹ آ گیا
ہر راز غم کو عشق وہ عظمت بنا گیا



Aerial View of Mohallah Ahmadiyya Qadian.

قادیان
محلہ احمدیہ کا ایک فضائی منظر

احباب جماعت پاکستان پر ہونے والے مظالم

رانا ریاض احمد کی شہادت کی تفصیلات

★-۲ر فروری ۹۴ء تین بجے شام دس مسلح افراد نے مکرم رانا عبدالستار صاحب کے گھر پر دستک دی۔ رانا صاحب باہر آئے تو انہوں نے انہیں زبردستی اغوا کرنے کی کوشش کی۔ ان کے بیٹے ریاض احمد نے چھڑانے کیلئے مزاحمت کی تو حملہ آوروں میں سے ایک نے فائر کر دیا۔ گولی رانا ریاض احمد کے سر پر لگی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حملہ آور ان کے والد رانا عبدالستار صاحب کو اغوا کر کے نا معلوم جگہ پر لے گئے۔ جہاں انہوں نے انکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور انہیں اینٹوں اور ہتھیاروں سے مارنا شروع کر دیا اور اس وقت تک مارتے رہے جب تک وہ بے ہوش نہیں ہوگئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک زیر تعمیر مکان میں ہیں۔ کسی طرح باہر آئے اور پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس انہیں ہسپتال لے گئی ایکسرے کیا تو معلوم ہوا کہ بازو اور ٹانگ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔

رانا ریاض احمد تین دن موت وحیات کی کشمکش کے بعد ۵ فروری کو رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکی عمر ۴۰ سال تھی۔ انہوں نے خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اپنے پیچھے اہلیہ، پانچ بچیاں اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔

رانا عبدالستار پُرجوش داعی الی اللہ ہیں۔ رانا ریاض احمد بھی داعی الی اللہ تھے۔ دوستوں کو اکثر ربوہ لے کر جاتے۔ ایک دوست نے ان کے ذریعہ بیعت بھی کی۔

مورخہ ۶ار فروری کو مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب نے انکی نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں لوگ شامل ہوئے۔

چراغاں

★- کسوف وخسوف کی پیشگوئی کی خوشی کے اظہار میں ۲۳ر فروری ۹۴ء کو ربوہ میں چراغاں کیا گیا۔ اس پر اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کے حکم پر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے حکم دیا کہ ربوہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو چکا ہے اس لئے چراغاں بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں بازاروں میں چراغاں بند کر دیا گیا۔

رات اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ ربوہ میں راؤنڈ لگاتے رہے۔ انہوں نے بچوں کو نعرہ بازی کرنے اور پٹاخے چلانے پر گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ۲۳ر فروری کو رات پولیس نے محلہ جات سے ۱۴ خدام کو گرفتار کر لیا۔ اسی رات صدر عمومی کی جیپ اور خدام الاحمدیہ کی کار کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ گرفتار شدگان کو نقص امن کے تحت کارروائی کرکے رہا کر دیا گیا اسطرح خدام ۲۴ گھنٹے حراست میں رہنے کے بعد رہا ہوئے۔

۲۴ر فروری ۱۹۹۴ء کی صبح کو نماز فجر کے بعد پولیس نے مزید ۱۴ خدام کو حراست میں لے لیا اس طرح کل ۲۸ خدام کو گرفتار کیا گیا۔ مولویوں نے ربوہ میں جلوس نکالا اور اشتعال انگیز نعرے لگائے۔

اس پیشگوئی کے سلسلہ میں ۲۳ر فروری کو پتوکی جماعت میں بعد نماز عشاء جلسہ ہو رہا تھا اور بینرز وغیرہ بھی لگائے گئے تھے جس پر مخالفین نے تھانہ میں رپورٹ کی اور جماعت کے خلاف پرچہ درج کر کے چار افراد مکرم بشیر الحق صاحب صدر جماعت، مکرم لبشارت سمیع صاحب، مکرم مرزا لطیف صاحب اور مکرم طاہر بیگ صاحب کو دفعہ 295/A کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔

سپورٹس ریلی

* - ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے مورخہ ۱۰ فروری ۹۴ء کو ایک تحریری حکم نامہ کے ذریعہ خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام ہونے والی سپورٹس ریلی جو ۹ رفروری تا ۱۱ فروری منعقد ہو رہی تھی بند کروادیا ہے ۔ حکم نامے میں لکھا ہے کہ ان کھیلوں سے نقص امن کا شدید خطرہ لاحق ہوگیا ہے ۔

ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کو یہ حکم ڈپٹی کمشنر صاحب نے فون پر دیا ہے ۔

ضمانتیں مسترد ہوگئیں

* - مورخہ 7 رفروری کو جب ایڈیٹر الفضل پبلشر پرنٹر اور ایڈیٹر انصار اللہ ، پبلشر ، پرنٹر اپنی ضمانتوں کی توثیق کے لئے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج چنیوٹ سید اختر نقی نقوی کی عدالت میں پیش ہوئے تو جج صاحب نے ضمانتوں کو مسترد کرتے ہوئے مولانا نسیم سیفی صاحب ، آغا سیف اللہ صاحب ، قاضی منیر احمد صاحب مرزا محمد دین ناز صاحب اور چوہدری محمد ابراہیم صاحب کو گرفتار کرلیا ۔ نہ صرف یہ کہ جج صاحب نے دو دفعات 298/B اور 295/C کا اضافہ کردیا ۔ (جبکہ پولیس نے یہ مقدمات 298/C کے تحت درج کئے تھے ۔) یاد رہے کہ دفعہ 295/C کی سزا سزائے موت ہے ۔

عید مبارک

موصیان کیلئے ضروری اطلاع

* - جن موصیان کی ایسی جائیداد ہے جس پر انکو اس سے آمد بھی ہوتی ہے ان کو یہ رعایت تھی کہ قاعدہ نمبر 52 کے تحت اگر وہ بعد تشخیص اس جائیداد کا سو فیصد حصہ جائیداد ادا کر چکے ہوں تو پھر اسکی آمد پر چندہ واجب نہیں رہتا تھا ۔ البتہ حصول ثواب کیلئے جاری رکھے تو بہتر ہے گا ۔ یہ قاعدہ قابل اصلاح تھا چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قواعد وصیت کے اس قاعدہ نمبر 52 میں ترمیم منظور کرتے ہوئے اس کے الفاظ اب حسب ذیل منظور فرمائے ہیں ۔

" جس جائیداد کا حصہ جائیداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہیگی "۔

براہ کرم اپنی جماعت کے تمام موصیان تک اس ترمیم شدہ قاعدہ کو پہنچایا جائے ۔

جو موصیان جائیداد پر سو فیصدی حصہ جائیداد کی ادائیگی کر چکے ہوئے ہیں ان کو تاکید کریں کہ اگر اس جائیداد سے ان کو آمد ہوتی ہے تو اسکی آمد پر چندہ حصہ آمد بشرح چندہ عام (1/16) ادا کیا کریں ۔ اسکی اطلاع ہر موصی کو کی جائے چہ جائیکہ اسکی جائیداد سے آمد ہے یا نہیں تاکہ قاعدہ میں ترمیم کی اطلاع ہو ۔

والسلام

خاکسار

چوہدری مبارک مصلح الدین

وکیل المال ثانی - ربوہ

سرکلر نمبر 3W

شعبہ وصایا

۲ رجنوری ۹۴ء